حیاتِ انبیاء کرام اور حیاتِ اولیاء عظام

اس فصل میں ہم حیاتِ شہداء کے درپے نہیں ہوئے۔ کیونکہ اس پر قرآنِ حکیم کی صریح نص موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مردہ کہنے سے ہمیں روکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾

القرآن الحكيم البقره ٢:١٥٤

ترجمہ : اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں انہیں نہ کہا کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے۔

اس فصل میں ہم صرف انبیاءِ کرام اور صالحین کی حیات پر گفتگو کریں گے جن کے جسموں کا فنا نہ ہونا قرآنِ حکیم اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے معلوم ہے۔ اور سنتِ صحیح سے ان کی حیات بھی معلوم ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ج فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾

القرآن الحكيم سبا ٣٤:١٤

ترجمہ : پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا تو آپ کی موت کا پتہ جنات کو نہ بتایا، مگر زمین کے دیمک نے جو آپ کے عصا کو کھاتا رہا۔ پس جب آپ زمین پر آرہے تو جنات پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) اس رسوا کن

عذاب میں نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے عصا سے ٹیک لگائے نماز ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی۔ وہ ایک سال اپنے عصا کے سہارے سیدھے کھڑے رہے۔ ایک سال کے بعد سیونک نے ان کے عصا کو کھالیا اور وہ زمین پر آرہے۔ یہ دلیل ہے کہ انبیاءِ کرام کے اجسام موت کے بعد بوسیدہ نہیں ہوتے۔ لوگ کئی سو سالوں کے بعد صدیقین و صالحین کے اجسام پر مطلع ہوئے۔ اس موضوع پر انہوں نے کتابیں تدوین کیں۔ اھرام جیسے مشہور اسلامی رسائل میں ان خبروں کو نشر کیا۔ جب انہوں نے راستوں کو کھودا اور امیر المومنین عمر بن خطاب کے فتح مصر کے دنوں کے قبرستانوں کو کھودا۔ اسی طرح شام میں شہداءِ موتہ۔ الجامعة الاسلامیه نے خبر دی کہ ان کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوئے تھے۔ الجامعة الاسلامیه کے شمارہ ۲۰۱ جمعہ کے دن ۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ ایک مقالہ آیا جس کا عنوان تھا۔ شهداءِ موته.

وہ وفد واپس آیا جو شہداءِ موتہ کے اجسام کے اکتشاف کے لئے گیا تھا۔ انہوں نے شہداء کو ایک قریۃ المزار کے ایک کمرہ میں دیکھا۔ یہ سیدنا جعفر بن ابی طالب کے پڑوس میں تھا۔ ان شہداء کے سر، ٹانگیں اور ہاتھ اپنی حالت میں تھے۔ ان میں انگلیاں اور ناخن بھی تھے اور خشک جلد بھی تھی ان دیکھنے والوں نے ان شہداء میں سے ایک کا سر دائیں اور بائیں طرف الٹا تو ان کے بال گرد آلود تھے اور ان پر نچڑتے ہوئے خون کے نشان تھے جب انہوں نے ان کو چھوا تو یہ جدا ہو گئے۔ ان کے کپڑے مختلف اقسام کے تھے۔ کچھ نے خام کھردرا سیاہ کپڑا پہن رکھا تھا۔ اور کچھ نے سفید۔ ان کے سروں پر سفید سبز اور سرخ عمامے تھے وفد نے سبز رنگ کے ایک عماہ کو کھولا تو وہ ایک میٹر تھا۔

1342 سالوں کے بعد بھی ان کے جسموں کا بوسیدہ نہ ہونا اتنا تعجب انگیز نہ تھا۔ تعجب تو اتنی لمبی مدت کے بعد ان کے کپڑوں کا بوسیدہ نہ ہونا تھا۔ اس کو کسی عقل مند کی عقل قبول نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کو مٹی نے نہیں کھایا تھا۔ یہ عقل اور فطرت کے خلاف ہے۔ یہ

اللہ تعالیٰ کی قدرت اوراس کی اس کے محبوب بندوں کی عظمت پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں کو محفوظ رکھا۔ پھر ان کے لباس کو بھی محفوظ رکھا تا کہ ان کے اجسام برہنہ نہ ہوں۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تاجدارِ کائنات کی صداقت پر کیا دلیل ہو گی؟ اھرام جیسے کئی اسلامی جریدوں میں اس طرح کے بہت سے مضامین شائع ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ان کی قبور میں زندگی کی خبر دی ہے۔ اور یہ تو تاجدارِ کائنات ﷺ کی امت کے شہداء تھے اور کوئی شخص بھی تاجدار کائنات ﷺ اور انبیاءِ کرام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ نہ ان کی زندگی میں اور نہ ہی ان کے وصال کے بعد۔ جہاں بھی کوئی پہنچ جائے ان کی خصوصیات سے بڑھ کر اسے کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ انبیاءِ کرام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو خصوصیات کسی شخص کو بھی کسی عمل سے نصیب نہیں ہو سکتیں۔

بعض علماء نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات ﷺ کے وصال کے بعد ان کی حیات میں بالکل کوئی شک نہیں ہے۔ اس پر اجماع منعقد ہے۔ اسی طرح تمام انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے۔ شہداء کی زندگی کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں خبر دی ہے۔ اور تاجدارِ کائنات ﷺ تو شہداء کے سردار ہیں۔ شہداء کے اعمال بھی آپ کے میزان میں ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِلْمِیُ بَعْدَ وَفَاتِیُ کَعِلْمِیُ فِیُ حَیَاتِیُ.

الترغیب و الترھیب،

ترجمہ: میرا علم میرے وصال کے بعد میری زندگی میں میرے علم کی طرح ہے۔

الحافظ المنذری نے اس کو روایت کیا ہے۔

صدیقین، انبیاءِ کرام کے بعد دوسرے مرتبہ پر ہیں۔ کیونکہ یہ انبیاءِ کرام کے

وارث ہیں ۔ پھر ان کے بعد شہداء تیسرے مرتبہ پر ہیں ۔ پھر بقایا صالحین ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی یہ ترتیب رکھی ہے۔

﴿......فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا﴾

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٩

ترجمہ : تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ ترتیب حتمی ہے۔ کسی کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ ان چاروں اصناف میں کسی صنف کو فضل اور خصوصیت میں مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کو کہاں رکھنا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرما لیتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

انبیاءِ کرام کے قبروں میں زندہ رہنے پر بہت سے دلائل ہیں۔ ان میں جو میسر ہیں وہ ہم وارد کریں گے اور اِنۡ شَاءَ اللّٰہ اس سے ہر روگی دل کو شفاء مل جائے گی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلۡاَنۡبِیَاءُ اَحۡیَآءٌ فِیۡ قُبُوۡرِھِمۡ یُصَلُّوۡنَ.

الامام البیھقی ، مسند ابو یعلی ،

مجمع الزوائد ، ٨:٢١١ المطالب العالیہ ، ٣٤٥٢

میزان الاعتدال ، ١٩٣٣ لسان المیزان ، ٢:١٠٣٣

ترجمہ : انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

اسے امام بیھقی اور ابو یعلی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مناوی نے کہا: کیونکہ انبیاءِ کرام شہداء کی طرح ہیں۔
بلکہ انبیاءِ کرام کی زندگی، شہداءِ عظام کی زندگی سے اعلی ہے۔ شہداء کو اپنے رب کے ہاں رزق ملتا ہے۔

عندیہ کی تقیید کا فائدہ ہے کہ پتا چلے ان کی زندگی ہمارے ہاں ظاہر نہیں ہے بلکہ فرشتوں کی زندگی کی طرح ہے۔ اسی طرح انبیاءِ کرام ہیں۔ اسی لئے انبیاءِ کرام کا ورثہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے شادی بھی نہیں کی جاتی۔

امام بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں ارشاد فرمایا۔

انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی ارواح لوٹا دی جاتی ہیں۔ وہ شہداء کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہوتے ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات انبیاءِ کرام کی جماعت کو دیکھا۔ ہم نے مستقل طور پر ان کی حیات پر ایک کتاب ترتیب دی ہے۔

جس طرح امام سبکی نے ارشاد فرمایا۔ ابو داؤد نے سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ.

سنن ابو داؤد، المناسك ٩٦

ترجمہ: جو بھی مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری روح مجھ پر لوٹا دی ہے میں اس پر سلام لوٹا دیتا ہوں۔

امام بیہقی نے اس حدیث کے ساتھ بَابُ زِیَارَۃِ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ کی ابتداء کی ہے۔ اس حدیث پر آئمہ کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے۔ ان میں امام احمد بھی ہیں۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

یہ اعتماد صحیح ہے کیونکہ اس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک کی عظمت ہے

۔تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک بہت ہی عظمتوں والی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ اس امر پر دلیل ہے کہ زندگی میں ہمیشگی نہیں۔

تو اس کا جواب کئی وجوہ سے ہے۔

امام بیھقی نے اس حدیث سے حیات پر استدلال کیا ہے۔آپ کی مراد ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح لوٹا دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام سبکی نے ارشاد فرمایا:

کبھی لوٹنا معناً ہوتا ہے۔آپ کی روحِ مقدسہ تجلیات الٰہی کے مشاہدہ اور ملاء اعلیٰ میں مصروف رہتی ہے۔جب آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا جاتا ہے۔تو آپ کی روحِ اقدس ادھر متوجہ ہوتی ہے اور سلام کا جواب دیتی ہے۔

یعنی لوٹنے سے مراد التفاتِ روحانی ہے اور تجلیاتِ الٰہیہ میں استغراق سے دوائرِ بشریہ میں تنزل ہے۔

بعض علماءِ کرام نے یہ کہا کہ یہ خارجی دنیا میں مخاطبین کے فہم کے مطابق ہے۔ کیونکہ روح کا لوٹنا ضروری ہے۔تاکہ سنے اور جواب دے گویا فرمایا: میں کامل طور پر سنتا ہوں اور کامل طور پر جواب دیتا ہوں۔

اس روایت میں دلیل ہے کہ آپ کے وصال کے بعد جب پہلے مسلمان نے سلام پیش کیا تو یہ روحِ مقدس واپس لوٹ آئی۔اس کے بعد پھر قبض نہیں ہوئی۔اس کے بار بار پلٹنے کا کوئی قائل نہیں ہے۔اس طرح تو غیر محدود موتوں کا آنا ثابت ہوگا۔ہم تو تمام ادراکات علم، سماع وغیرہ کا تمام فوت شدہ لوگوں کے لئے اعتقاد رکھتے ہیں۔

انبیاءِ کرام کی تو بہت بلند شان ہے۔ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ قبر میں سوال و جواب کے لئے ہر فوت شدہ کی زندگی لوٹ آتی ہے۔اسی طرح سنت سے ثابت ہے۔فوت

شدہ لوگوں کے لئے ادراکات پر اسی طرح ایمان ہے جس طرح قبر کے عذاب اور ثواب پر ایمان ہے۔ یہ ادراکات زندگی کے ساتھ ہی مشروط ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انہیں ضرور دیکھتے۔

ہم ان سے کہیں گے۔ بے شک فرشتے زندہ ہیں۔ شہداء زندہ ہیں۔ جنات زندہ ہیں۔ مگر ہم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔ ان کی رؤیت ممکن ہے کیونکہ جو بھی موجود ہے اس کی رؤیت ممکن ہے۔ اس موضوع پر امام جلال الدین السیوطی نے ایک کتاب نُوْرُ الْحَلَکِ فِیْ جَوَازِ رُؤْیَةِ الْجِنِّ وَالْمَلَکِ لکھی ہے۔ اس میں آپ نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی رؤیت کے جواز کو بیان کیا ہے اور اس کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔

اللہ ﷻ ان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا.

قِیْلَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ ؟

قَالَ: وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ .

السنن للنسائی ، ۱۳۷۵ سنن ابن ماجه ، ۱۶۳۷ جلاء الافهام ، ۶۳

ترجمہ: جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو۔ یہ دن مشہود ہے۔ اس دن فرشتے خصوصیت سے موجود ہوتے ہیں۔ مجھ پر درود پڑھنے والے کی فراغت سے پہلے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے عرض کی: اور وصال کے بعد؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اور وصال کے بعد، بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام کے اجسام کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اُسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے اور امام طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے۔

عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا درود پاک پڑھنے والے کی ابتداء سے ہی تاجدارِ کائنات ﷺ سنتے ہیں اور اس کے فارغ ہونے تک سنتے رہتے ہیں۔

پوچھنے والے نے تاجدارِ کائنات ﷺ سے کتنی اچھی وضاحت طلب کی۔ اس نے عرض کی: اور وصال کے بعد۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اسے واضح کر دیا۔ درود پاک کی یہ پیشگی وصال کے بعد بھی ہوگی کیونکہ آپ حیات سے متصف ہوں گے۔ پھر اس کے بعد ایسا بیان فرمایا جس میں زیادہ وضاحت تھی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ (پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے)۔ آپ نے نبی کو صفتِ حیات سے متصف کیا اور اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ارشاد فرمایا: یُــــرْزَقُ (اسے رزق دیا جاتا ہے)۔ رزق ہی زندہ اور فوت شدہ کے درمیان بہت بڑی حدِ فاصل ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہر الجھن کی وضاحت فرما دی۔

اللہ تعالیٰ اس سوال کرنے والے کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزاء دے۔

امام بیہقی نے اوس بن اوس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِیْهِ قُبِضَ وَ فِیْهِ النَّفْخَةُ وَ فِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ.

قَالُوْا: وَ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَ قَدْ اَرِمْتَ؟ یَقُوْلُوْنَ بُلِیْتَ

قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ.

السنن ابو داؤد، الصلوة ۲۰۱ ابن ماجہ، الاقامة ۷۹

ابن حبان مسند للحاکم، السنن الکبری للبیہقی، ۳:۲۴۸

ترجمہ: جمعۃ المبارک تمہارے دنوں میں سب سے افضل ہے۔ اس میں سیدنا آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اسی دن آپ کا وصال ہوا۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن سب لوگ فوت ہوں گے۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام نے عرض کی: ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ آپ تو بوسیدہ ہو جائیں گے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاءِ کرام کے جسموں کو کھائے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے، ابنِ ماجہ نے اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ امام حاکم نے بھی اسے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ امام بیھقی نے اس کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں۔ پھر آپ نے یہ روایت ذکر کی۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ.

مسند احمد بن حنبل، ۱:۳۸۷ مجمع الزوائد، ۱۰:۱۳۲

کنز العمال، ۳۰۷۳۸

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں۔ یہ فرشتے میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے ہیں۔

اوس کی یہ حدیث صحیح ہے اور وہ پہلی حدیث کو مضبوط کرتی ہے۔ جسے ابنِ ماجہ اور طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ

تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمان تُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا .سِرّ اور جَھر میں برابر ہے۔ جو شخص ہمیشہ تاجدارِ کائنات ﷺ پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہے اس کے لئے خوش خبری ہے کیونکہ وہ ہمیشہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے پاس مذکور رہتا

ہے۔اس کے درود کو تاجدارِ کائنات ﷺ، فرشتے اور اہل ایمان جن اور انسان ہر جگہ اور ہر وقت سنتے رہتے ہیں۔عرش سے لے کر فرش تک۔جب تک یہ ان پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ہر شخص کا درود فارغ ہونے تک ان پر پیش کیا جاتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہیں۔آپ کی روحِ اقدس کے ساتھ سماعت نے جہاں بھر کو بھر رکھا ہے۔کانوں کے ساتھ نہیں روح کے ساتھ۔اس بات کو سمجھیں اگر آپ اہل الرسوخ والفهم ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَّلٰكِنْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ.

كنز العمال، ٣٢٢٣٠ جمع الجوامع للسيوطى، ٥٣٩٧

الحاوى للفتاوى، ٢٦٥:٢ اللآلى المصنوعه للسيوطى، ١٤٧:١

التاريخ للحاكم السنن للبيهقى،

ترجمہ: بیشک انبیاءِ کرام چالیس راتوں کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے۔وہ صور پھونکنے تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔

اسے امام حاکم نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے ارشاد فرمایا: اگر یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) اس سے مراد یہ ہے کہ اس قدر وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حریمِ ناز میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ابنِ عدی نے اپنی الکامل عن ثابت عن انس روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.

مسند ابو یعلی ، السنن للبیهقی ، مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری ، ۳:۲٤۱

ترجمہ: انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

ابو یعلیٰ نے اس کو ثقہ راویوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام بیقھی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ معراج کی رات گزرے تو **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ لَیْلَةَ اَسْرٰی بِیْ عَلٰی مُوْسٰی عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَ هُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ٥:١٦٩٦ السنن النسائی ، قیام اللیل ١٥ ،

مسند احمد بن حنبل ، ٥:٥٩ الصحیح للمسلم ،الفضائل ١٦٥

کنز العمال ، ٣٢٣٨٦ الدر المنثور ، ٤:١٥٠

تفسیر ابن کثیر ، ٥:٨ مسند ابن حبان

مسند ابن خزیمه ، الامام ابن عساکر

الامام الطبرانی

ترجمہ: معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے پاس **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کے قریب سے گزرا وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

اسے **ابنِ عساکر ، طبرانی ، نسائی ، ابنِ حبان ، ابنِ خزیمه ، مسلم** نے روایت کیا ہے۔ اس حدیثِ پاک سے پہلی حدیث کا معنیٰ سمجھ آتا ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں نماز کے بغیر نہیں چھوڑے جاتے۔ بلکہ وہ اپنی قبروں میں کھڑے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنی قبر سے اور ہر چیز

سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے علاوہ غائب ہو جاتے ہیں۔تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز کی لذت کو دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ معراج کی رات تمام انبیاءِ کرام مسجدِ اقصیٰ میں جمع ہوئے۔وہ تمام اپنی اپنی حییات پر زندہ تھے۔ان تمام انبیاءِ کرام کو تاجدارِ کائنات ﷺ نے امامت کروائی اورانہوں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ رَأَيْتُنِى فِى جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ وَاِذَا بِاِبْرَاهِيْمَ عليه السلام قَائِمٌ يُّصَلِّىْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَّمْتُهُمْ.

الصحیح للمسلم ، الایمان ۲۷۸

ترجمہ میں نے انبیاءِ کرام کی جماعت کو دیکھا۔ان میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام بھی تھے۔یہ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔یہ لوگوں میں سب سے زیادہ تمہارے صاحب سے مشابہ تھے۔جب نماز کا وقت قریب آیا تو میں نے ان تمام کی امامت فرمائی۔

فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ (نماز قریب ہوئی) اس بات پر دلیل ہے کہ انبیاءِ کرام نماز کے اوقات کا انتظار کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔اس لئے تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات دیکھا کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں۔پھر ان کو مسجدِ اقصیٰ میں بھی دیکھا۔پھر اوپر جاتے ہوئے ان کو ان کے مراتب کے مطابق پہلے آسمان سے ساتویں آسمان پر بھی اسی لحظہ دیکھا۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ...... ﴾

القرآن الحکیم السجدہ ۲۳:۳۲

ترجمہ: اور بیشک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا فرمائی تھی۔تو آپ ایسی کتاب کے ملنے سے شک میں مبتلا نہ ہوں۔

یعنی معراج کی رات، جس طرح مفسرین کرام نے ذکر فرمایا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام قبیلہ شنوۃ کے لوگوں کی طرح لمبے قد کے ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قد کے ہیں۔ گویا کہ وہ حمام سے نکلے ہیں۔

امام ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے دیکھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آبِ زمزم سے غسل فرمایا ہے اور ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو عروہ بن مسعود کے مشابہ قرار دیا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے اوصاف کو بیان فرمایا:

سیدنا ابراھیم علیہ السلام تاجدارِ کائنات ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فِىْ هٰذَاالْوَادِىْ مُحْرِمًا عَلَيْهِ قُطْوَانِيَّتَيْن

الصحیح للمسلم، الایمان ۲٦۸ ابن ماجه، ۲۸۹۱

مسند احمد، ۱:۲۱٦

ترجمہ: گویا میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس وادی میں احرام باندھے دیکھ رہا ہوں۔

آپ کے اوپر دو اونی چادریں ہیں۔

امام احمد، امام مسلم اور امام ابنِ ماجه کی روایت میں ہے۔

وَلَهٗ جُؤَارٌ

آپ بلند آواز سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے سیدنا یونس علیہ السلام کو بھی حج ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ آپ ایک گھاٹی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے نیچے اتر رہے ہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَآءِ جَعْدَةٍ، عَلَیْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا.

الصحیح للمسلم، الایمان ۲٦۸ ابنِ ماجه، ۲۸۹۱

مسنداحمد، ۱:۲۱٦

ترجمہ: گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سیدنا یونس بن متی علیہ السلام گھنگھریالے بالوں والی سرخ رنگ کی اونٹنی پر ہیں۔ آپ نے صوف کا جبہ پہن رکھا ہے۔ ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی رسی کی ہے۔ اس وادی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

صحیح احادیث میں ان وارد ہونے والے دلائل کے بعد انبیاءِ کرام کی حیات میں کیا کوئی شک رہ جاتا ہے؟

کیا یہ پڑھی جانے والی نمازیں، طواف، غسل، حج، تلبیہ، جوار، جبہ کا پہننا، اونٹنی پر سوار ہونا، قبر میں رزق دیا جانا اور جسموں کا بوسیدہ نہ ہونا محض خیال ہے؟ کیا یہ سارے اُمور عادتاً فوت شدہ لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح کے کام جیسے نماز، طواف، غسل، اونٹنی پر سوار ہونا قبر میں رزق دیا جانا صرف اجسام سے مجرد ارواح سے واقع ہوتے ہیں۔ اموات اس طرح کے احوال پر قادر نہیں ہوتیں۔ اور ارواح اس طرح کے امور کی محتاج نہیں ہوتیں۔ اس طرح کے امور کے لئے اجسام اور ارواح کا اجتماع لازم ہے۔

یہ امر بھی انبیاءِ کرام کی حیات پر دلالت کرتا ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا یونس علیہ السلام کے ساتھ اجتماع کے ایسے اوصاف بیان کئے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے

بیان کئے۔ سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی حیات، نص اور اجماع سے ثابت ہے۔

ان انبیاءِ کرام اور سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی حیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انبیاء کرام کی حیات اور ان کے اجسام کے بوسیدہ نہ ہونے کا وہی انکار کرے گا جو کتاب اور سنت سے ناواقف ہوگا۔ اور انبیاءِ کرام کی قدر و منزلت اور ان کی ان خصوصیات سے جاہل ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے صرف ان کو عطا فرمائی ہیں اور ان کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو اپنی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ان کو زندہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ انبیاءِ کرام تو ان سے زیادہ اعلیٰ اور اجدر ہیں۔ کیونکہ شہداء کبھی بھی انبیاءِ کرام کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ انہیں مرتبہ شہادت ان انبیاءِ کرام کی متابعت سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ یہ شہداء تو انبیاءِ کرام کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ ان کا مرتبہ تو صدیقین سے بھی کم ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی لحظہ میں انبیاءِ کرام کو ان کی قبروں میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر ان کو مسجدِ اقصیٰ میں دیکھا پھر ان کو آسمانوں میں دیکھا۔ اس امر میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ موت کے بعد ارواح کو غلبہ ہوتا ہے۔ ارواح کے افعال کو عقل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اجسام موت کے بعد ارواح کے تابع ہوتے ہیں جس طرح ارواح اجسام کے تابع ہوتی ہیں۔ حالانکہ اجسام کثیف ہوتے ہیں۔

امام بیھقی نے ارشاد فرمایا:

انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی حیات کے احادیثِ صحیحہ میں بہت سے شواہد موجود ہیں۔ پھر انہوں نے

مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

الصحیح للمسلم، کتاب ۴۳، باب ۴۲، حدیث ۱۶۵ النسائی، ۳:۲۱۶

مسند احمد حنبل، ۵:۵۹ الکامل فی الضعفاء لابن عدی، ۵:۱۶۹۶

تاریخ اصفھان لابی نعیم، ۲:۳۲۸

اور اس جیسی احادیث کا ذکر کیا، جن میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی انبیاءِ کرام سے ملاقات کا ذکر ہے۔ پھر صحیحین کی حدیث ذکر کی۔

فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَ کَانَ فِیْ مَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ کَانَ مِمَّنْ اِسْتَثْنَی اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

الصحیح البخاری ، رقاق ٤٣ الصحیح للمسلم ، فضائل ، ١٦٠

ابو داؤد ، سنه ١٨

ترجمہ : پس اچانک (میں نے دیکھا) موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

امام بیہقی نے ارشاد فرمایا:

یہ امر صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام کے وصال کے بعد ان کی ارواح کو لوٹا دیتا ہے۔ پس وہ شہداء کی طرح اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا۔ تو ہر زندہ بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر یہ تمام معانی میں موت نہیں ہو گی۔ اس حالت میں صرف شعور جائے گا۔

اور کہا گیا کہ شہداء ان سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمایا ہے۔ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ

اور شہداء کو انبیاءِ کرام سے کیا نسبت ہے۔

امام سمہودی نے ارشاد فرمایا:

یہ حدیث بھی انبیاء کرام کی حیات کی تائید کرتی ہے۔

اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ علیہ السلام مَارٌّ بِالْمَدِیْنَةِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا وَاِنْ سَلَّمَ عَلَیَّ لَاَرُدَّنَّ عَلَیْهِ.

ترجمہ : بے شک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم حج کرتے ہوئے یا عمرہ کرتے

ہوئے مدینہ طیبہ سے گذریں گے اگر انہوں نے مجھ پر سلام کیا تو میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ جو ان کو سلام عرض کرتا ہے، اس کا سلام سنتے ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قبر انور سے اذان اور اقامت سننے کا واقعہ مشہور ہے۔

یہ پہلے گزر چکا ہے۔

یحیٰ نے کہا:

ہم سے ھارون بن عبدالملک بن الماجشون نے بیان کیا ہے۔

خالد بن ولید ابن الحارث بن الحکم بن العاص اور وہ ابن مطیرہ ہیں۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے منبر پر جمعة المبارک کے دن کھڑے ہوئے اور کہا:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ (العیاذ باللّٰہ) خائن ہیں۔ لیکن آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی سفارش کی تھی

داؤد بن قیس روضہ میں تھے۔ یہ کھڑے ہوئے اور ان سے فرمایا: خاموش ہو جا۔

لوگوں نے اس کی قمیص کو پھاڑ دیا اور اس کو زبردستی بٹھا دیا۔

فرمایا: میں نے دیکھا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور وہ کہہ رہے تھے:

اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تو نے جھوٹ بولا ہے۔

اے کافر! تو نے جھوٹ بولا ہے۔ (کئی مرتبہ فرمایا)

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وہ شام سے ڈاک لاتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا۔ اور یہ تابعین کے زمانہ کی ابتداء تھی ان سے امام ابو بکر بن عمر بن عاصم نے ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات تیسری صدی میں ہے۔

انہوں نے فرمایا:

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ طیبہ ایک قاصد بھیجتے تھے تاکہ وہ ان کا تاجدارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرے اور پھر واپس لوٹ آئے۔

کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جو شام سے مدینہ طیبہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرنے کے لئے قاصد روانہ کرتے تھے یہ فضول تھا۔ اگر آپ یہ نہ جانتے کہ وہ زندہ ہیں تو وہ ایسا کبھی نہ کرتے۔ اور اتنے زیادہ سفر کی بغیر فائدہ کے ہرگز مشقت نہ دیتے۔

بزار نے صحیح رجال سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃٌ سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیْ.

الدارمی، الرقاق ٥٨ سنن النسائی، السھو ٤٦

مسند احمد، ١:٢٨٧، ١٤٤، ٤٥٢

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں۔ وہ میری امت کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

اسی طرح تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ یُحَدَّثُ لَکُمْ وَ وَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَأَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُّ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا رَأَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ.

الطبقات الکبری ، ۲:۲:۲ — کنز العمال ، ۳۱۹۰۳

مسند بزار، — المطالب العالیه لابن حجر ، ۳۸۵۳

الحاوی للفتاوی ، ۳:۲ — البدایه و النهایه ، ۲۷۵:۵

الکامل فی الضعفاء لابن عدی،۳:۹٤٥ مناهل الصفا ، ۳

مجمع الزوائد ، ۲٤:۹ — کشف الخفا للعجلونی ، ٤٤٢:۱

اتحاف السادة المتقین ، ۱۷٦:۹ـ۱۷۷

ترجمہ : میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے۔تم باتیں کرتے ہو اور تم سے بات کی جاتی ہے۔میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔اگر وہ اچھے ہوئے تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور اگر وہ برے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی طلب کروں گا۔

سیاحت کرنے والے فرشتے وہ ہیں جو امت کا سلام تاجدارِ کائنات ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔یہ زندہ کو ہی پہنچاتے ہیں کیونکہ مردہ کو پہنچانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔اور امت کے اعمال اسی صورت میں ہی پیش کئے جاتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں۔وگرنہ پیش کرنے کا کیا فائدہ ہے۔احادیث طیبہ سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی حیاتِ طیبہ ثابت ہے۔یہی سلف اور خلف کا عقیدہ ہے۔جو جدا ہوگا وہ آگ کی طرف ہی جدا ہوگا۔

امام البارزی نے توثیق عری الایمان میں سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہے۔

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی النَّوْمِ.

فَقُلْتُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَکَ فَیُسَلِّمُوْنَ عَلَیْکَ اَتَفْقَهُ سَلَامَھُمْ ؟

قَالَ: وَ اَرُدُّ عَلَیْھِمْ.

ترجمہ : میں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی خواب میں زیارت کی، میں نے عرض کی

يَارَسُوْلَ اللّٰه ۔ یہ لوگ آتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ ان کا سلام سمجھتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابن النجار، ابراھیم بن بشار سے روایت کرتے ہیں۔

میں حج کی ادائی کے لئے حاضر ہوا۔ قبر انور کی حاضری دی اور سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ کے اندر سے سنا:

وَعَلَیْکَ السَّلَام

اس طرح کی حکایات اولیاءِ کرام اور صالحین عظام کی ایک جماعت سے منقول ہیں۔

اسی طرح امام سمھودی نے اپنی کتاب وفاء الوفاء میں ذکر کیا ہے۔

صدیقون تو شہدائے جہادِ اکبر ہیں۔ جہادِ اکبر جہادِ نفس ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کفار سے جہاد کرتے ہوئے تلواروں اور نیزوں کی جنگ سے واپس تشریف لائے۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ.

قَالُوْا : وَمَاالْجِهَادُ الْاَکْبَرُ ؟

قَالَ : مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ لِهَوَاهُ.

ترجمہ : ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ بڑا جہاد کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات نے ارشاد فرمایا: بندے کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے تیر و تفنگ اور شمشیر و سناں والے جہاد کو جہادِ اصغر قرار دیا۔ اور جہادِ نفس کو جہادِ اکبر قرار دیا۔ اس لئے جہادِ اکبر میں ثابت قدم رہنے والے کے لئے جہادِ اصغر میں ثابت قدم رہنے والے سے زیادہ ثواب ہے۔

مجاہدِ اکبر اپنے محبوب دشمن سے جنگ کرتا ہے جس کا قتل کرنا اس پر دشوار ہوتا ہے۔ کافروں سے جہاد کرنے والا اپنے مبغوض دشمن سے جہاد کرتا ہے۔ اس سے جنگ کرنا اس پر آسان ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْثَرَ شُھَدَآءِ اُمَّتِیْ لَاَصْحَابُ الْفُرُشِ وَ رُبَّ قَتِیْلٍ بَیْنَ الصَّفَّیْنِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِنِیَّتِہٖ

(اَلْفُرُش) میں فاء اور شین پر پیش ہے۔ یہ (اَلْفَرْش) کی جمع ہے۔ فا کی زبر اور راء ساکن ہے۔

مسند احمد بن حنبل ، ۱: ۲۹۷

ترجمہ : بے شک میری امت کے اکثر شہداء صاحب فراش ہوں گے۔ اور کفار سے لڑنے والا اللہ تعالیٰ ہی اس کی نیت بہتر جانتا ہے۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

وہ لوگ بستروں پر سونے سے مانوس ہوتے ہیں۔ یعنی بستروں پر سونا انہیں نفس اور شیطان سے جہاد سے مشغول نہیں رکھتا۔ یہ جہاد اکبر ہے۔ اور کفار سے لڑنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی نیت اللہ تعالیٰ کے دین کی بلندی اور غلبہ ہے یا بہادر کہلانے کے لئے ہے۔ یا مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَضِنُّ بِھِمْ عَنِ الْقَتْلِ وَ یُطِیْلُ اَعْمَارَھُمْ فِیْ حُسْنِ الْعَمَلِ وَ یُحْسِنُ اَرْزَاقَھُمْ وَ یُحْیِیْھِمْ فِیْ عَافِیَۃٍ وَّ یَقْبِضُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ عَافِیَۃٍ عَلَی الْفُرُشِ فَیُعْطِیْھِمْ مَنَازِلَ الشُّھَدَآءِ.

المعجم الکبیر، ۱۰: ۲۱۷ مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۰۳

الترغیب و الترھیب، ۲: ۲۵۵ کنز العمال، ۱۱۲۴۱_۱۱۲۴۵_۱۱۲۴۶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ اچھے عمل میں ان کی زندگی کو لمبا کرتا ہے۔ ان کو اچھا رزق عطا فرماتا ہے۔ ان کو خیریت سے زندہ رکھتا ہے۔ صحت میں بستر پر ان کی روحیں قبض کرتا ہے مگر ان کو شہداء کے منازل عطا فرماتا ہے۔

اسے امام طبرانی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

یعنی ان کو قبروں میں زندہ رکھتا ہے اور ان کو رزق عطا فرماتا ہے۔

ان کی اور بھی خصوصیات ہیں۔ جن سے یہ میدانِ جہاد میں شہید ہونے والوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

ان کا قتل اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتا ہے۔

ان کو لمبی عمریں عطا ہوتی ہیں۔

ان کے اعمال کو اچھا کیا جاتا ہے۔

ان کو اچھا رزق دیا جاتا ہے۔

ان کو دین اور دنیا کے فتنوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

ان کی روحیں نرم و گداز بستروں پر قبض کی جاتی ہیں۔

میدان جنگ میں شہید ہونے والے کو بسا اوقات اللہ تعالیٰ حسن عمل میں لمبی عمر عطا نہیں فرماتا۔ ان کی زندگی کا اختتام شہادت پر ہوتا ہے تاکہ ان کی شہادت ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ بسا اوقات ان کو رزقِ حسن نہیں دیا جاتا بلکہ ان کی زندگی تنگ ہوتی ہے۔ بسا اوقات ان کی زندگی میں عافیت نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو حسن اختتام عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ عنایت الٰہیہ سبقت کر جاتی ہے۔ بہر حال جب میدانِ جنگ میں قتل

ہونے والے کی نیت یہ ہو کہ اسے بہادر کہا جائے یا اسے مالِ غنیمت سے حصہ ملے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایسی نیت سے پناہ عطا فرمائے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ ضَنَائِنُ مِنُ خَلُقِہٖ یَغُذُوُھُمُ فِیُ رَحُمَتِہٖ یُحُیِیُھِمُ فِیُ عَافِیَۃٍ وَاِذَا تَوَفَّاھُمُ تَوَفَّاھُمُ اِلَی جَنَّتِہٖ اُولٰٓئِکَ الَّذِیُنَ تَمُرُّ عَلَیُھِمُ الُفِتَنُ کَقَطُعِ اللَّیُلِ الُمُظُلِمِ وَ ھُمُ مِنُھَا فِیُ عَافِیَۃٍ.

المعجم الکبیر ، ۱۲:۳۸۵ — حلیۃ الاولیاء ، ۱:۶

مجمع الزوائد ، ۱۰:۲۶۵ — کنز العمال ، ۱۱۲۴۲

الاولیاء لابن ابی الدنیا ، ۳

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہوتے ہیں ان کو وہ رحمت میں روزی دیتا ہے۔ ان کو عافیت کی زندگی عطا فرماتا ہے۔ جب ان کو مارتا ہے تو جنت عطا فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے اوپر سے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے گذرتے ہیں مگر یہ ان سے محفوظ رہتے ہیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے الکبیر میں اور امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیثِ اول کے معنی میں ہے۔ اور حدیثِ حسن کی جب تائید ہو جائے تو یہ صحیح کے مرتبہ میں پہنچ جاتی ہے۔

اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی غذائے رحمت سے شادکام رہتے ہیں۔ ان کی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے وہ دنیا اور آخرت کے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کا وصال حیاتِ ابدی، بلند مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص کے ساتھ حسین ہو جاتا ہے۔ یہ دنیا سے اللہ تعالیٰ کی جنت کی طرف نکلتے ہیں۔ ان پر سے قواعدِ شرعیہ کے مخالف اقوال ، افعال اور عقائد کے فتنے

اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح گذرتے ہیں۔ مگر یہ ان سے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل امورِ دین پر ایسے ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے پختہ پہاڑ جن کو تند و تیز آندھیاں بھی نہیں ہلا سکتیں۔ نہ ان کو منہ پھاڑنے والے کا بلبلا نا متزلزل کر سکتا ہے۔ نہ ان کو فصیح و بلیغ اپنے میٹھے کلام سے اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ اگر چہ ان کو زمانے والے حقیر جانیں اور وہ کہیں ان لوگوں کی عقلیں جامد ہیں۔ اور یہ لوگ پرانے اندھیروں کی تقلید پر ڈٹے ہوئے ہیں کیونکہ وہ فتنہ پرور اپنے تئیں نور کی نئی دنیا میں ہوتے ہیں۔ جو تقلیدِ اسلامیہ کی ضد ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نور سے سلامت اور محفوظ رکھے جو تباہ کرنے والے اندھیرے سے بھی اندھیرا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنیوں کی طرف نکالتا ہے۔ کافروں کے دوست شیطان ہیں وہ انہیں روشنیوں سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا...... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ۲۹:۶۹

ترجمہ : اور جو (بلند ہمت) ہمیں راضی کرنے کے لئے مصروف جہاد رہتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

جس شخص نے اللہ تعالیٰ میں کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اس کی قرب اور وصال کے راستے کی طرف راہنمائی کی۔

سعید بن سنان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ عَدُوُّكَ الَّذِي إِذَا هُوَ قَتَلَكَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ وَإِذَا قَتَلْتَهُ كَانَ

لَکَ نُوْرًا وَاِنَّمَا اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ.

المعجم الکبیر، ۳:۳۳٤ مجمع الزوائد، ۱۰:۲٤٥

اتحاف السادة المتقین، ۹:۳۳ الترغیب و الترھیب، ٤:۱۸۲

کنز العمال، ٤٤٥٠۱-۱۱۲٦٤-۱۱۲٦۳

تفسیر ابن کثیر، ۸:۱٦٦ کشف الخفا للعجلونی، ۲:۲٤۰

ترجمہ: تیرا دشمن وہ نہیں ہے کہ اگر وہ تجھے قتل کرے تو تجھے جنت میں داخل کرے اور اگر تو اسے قتل کرے تو وہ تیرے لئے نور ہو۔ تیرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ نفس سے جہاد، کفار کے ساتھ جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ کافر اگر تجھے قتل کرے تو تجھے جنت میں داخل کرے۔ اور اگر تو اسے قتل کرے تو وہ تیرے لئے نور ہو۔ ثواب کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے اعتبار سے بڑا جہاد، نفس کے ساتھ جہاد ہے کیونکہ یہ مشکل بھی ہے اور تلخ بھی۔ یہ اہل الصدق کا جہاد ہے جسے سے انہیں بہت بڑی سچائی نصیب ہو جاتی ہے۔

ابراھیم بن علانمه نے ایک ایسی قوم سے کہا جو جہاد اصغر سے واپس لوٹے تھے۔ تم نے جہادِ اکبر کے ساتھ کیا کیا؟

انہوں نے پوچھا: جہادِ اکبر کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: دل کے ساتھ جہاد۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِی اللّٰهِ.

الجامع الترمذی، فضائل الجهاد ۲ مسنداحمد بن حنبل، ٦:۲۰

ترجمہ: مجاہد وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس سے جہاد کیا۔

اسے ترمذی نے اور ابن حبان نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کے اسناد جید ہیں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد اکبر کا شہید جہاد اصغر کے شہید سے افضل ہے۔ یہ امر بداہۃً اور ضرورۃً معلوم ہے کیونکہ بڑا بڑا ہے اور چھوٹا چھوٹا ہے۔

ان صالحین کی قبروں سے کس قدر زندگی کی علامات ظاہر ہوئیں! اور کس قدر ان کے اجسام ان کی قبروں سے کئی کئی سالوں 40 یا 50 سال کے بعد منتقل کئے گئے یا اس بھی زیادہ۔ اس قدر عرصہ گذرنے کے بعد یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے جسم سلامت اور محفوظ رہے ہوں گے۔ اور بغیر کسی مادی دوا اور علاج کے جن سے اجسام محفوظ رہتے ہیں ان کے اجسام کو زمین نے نہ کھایا ہوگا۔ ہاں یہ صرف معنوی دوا تھی جسے اللہ تعالیٰ حی و قیوم نے لگایا تھا۔ تا کہ ان کا اکرام ہو۔ وہ ذات جو ارادہ کرتی ہے کرے اور جسے چاہے اس پر قادر ہے۔ اور ایسا کیونکر نہ ہوتا۔ یہ صالحین انبیاءِ کرام کے وارث ہیں۔ ان کو اپنے مورثین سے حصہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ جہادِ اکبر کے شہداء بھی ہیں اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اس مرتبہ کی تعریف فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس مرتبہ کی تعریف فرمائی ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ...... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ۲۹ : ۶۹

ترجمہ: اور جو (بلند ہمت) ہمیں راضی کرنے کے لئے مصروف جہاد رہتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

رہے شہداء، ان میں بہت سے ظاہر ہوئے اور ان کے جسم بوسیدہ نہ ہوئے تھے۔ بہت سے رسالوں میں ان کی کہانیاں چھپی ہیں۔ شہداءِ موتہ کے بارے الجامعۃ الاسلامیہ کے مضامین کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک نہر جاری کی۔ یہ شہداء کے قریب سے گذری۔ اس میں حیاتِ شہداء کے معجزہ کا ظہور تھا۔

ابن الجوزی نے اپنی مشکل میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے نہر جاری کی، تو ہمیں اپنے شہداء کی خبر ملی ہم نے ان کے اجسام کو 40 سال کے بعد نکالا۔

تَتَثَنّٰی اَطْرَافُهُمْ لِیْنَةٌ اَجْسَادُهُمْ

ترجمہ: ان کے پہلو مڑے ہوئے تھے اور ان کے اجساد نرم تھے۔

بعض روایات میں ہے۔

كَاَنَّهُمْ نُوَّمٌ حَتّٰی اَصَابَتِ الْمِسْحَاةُ قَدَمَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَانْبَعَثَ دَمٌ.

ترجمہ: گویا وہ سو رہے تھے ایک بیلچہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو لگا تو خون پھوٹ پڑا۔

امام واقدی نے بیان کیا ہے:

سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب سیلاب آ گیا۔ ان کی قبروں کو کھودا گیا۔ ان کے اوپر دھاری دار سفید و سیاہ چادریں تھیں۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہاتھ میں زخم آیا تھا۔ ان کا ہاتھ ان کے زخم کے اوپر تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ پھر ہاتھ واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا تو خون ٹھہر گیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کو قبر میں دیکھا گویا کہ وہ سو رہے ہیں۔ حالانکہ ان کو وصال فرمائے 46 سال گزر گئے تھے۔

امام واقدی نے فرمایا:

بے شک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب الکظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک منادی نے مدینہ طیبہ میں ندا دی جن کا کوئی فرد میدانِ احد میں شہید ہوا ہو وہ حاضر

ہو۔لوگ اپنے شہداء کی طرف گھروں سے نکل آئے۔ان لوگوں نے ان شہداء کوتر وتازہ پایا۔ایک شخص کی ٹانگ کو بیلچہ لگا تو خون پھوٹ پڑا۔

سیدناابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا:

اس کے بعد کوئی منکرانکارنہیں کر سکے گا۔

یہ سب کچھ شہداء کی حیات کے لئے معجزہ کاظہور تھا۔

السید السمهودی نے ارشادفرمایا:

اس سارے مجموع سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدناجابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کی قبرکوتین بارکھودا۔

پہلی بار چھ مہینہ کے بعد۔جب آپ کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ ان کے والدِ گرامی کے ساتھ قبر میں کوئی اور شخص بھی ہو۔آپ نے دیکھا کہ ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہے سوائے کان کے قریب۔

اسی طرح امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

دوسری بار جب سیدناامیر معاویه رضی اللہ عنہ نے 40 سال کے بعد ایک نہر جاری کی۔

تیسری بار جب سیدناعمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور سیدناعبد الله بن عمر بن حرام رضی اللہ عنہ کے قریب سیلاب کا پانی آ گیا توان قبروں کوکھودا گیا۔یہ واقعہ 46 سال کے بعد ہوا۔

بار بار ایسا ہونے کاراز معجزہ کاظہور تھا۔

شہداء کی قبروں کوکھودتے وقت ان کے اجسام کا بوسیدہ نہ ہونا اوران کی حیات واضح ہوگئی۔صدیقین کی قبورکونہیں کھودا گیا۔صرف ان دو کے بارے ہی منقول ہے۔

اس میں صدیقین کی حیات کے لئے معجزہ کاظہور ہے۔

جن لوگوں کے اجسام کا بوسیدہ نہ ہونا تواتر سے معلوم ہے۔ان میں سے الشیخ الجزولی مؤلف دلائل الخیرات ہیں۔70 سال کے بعدان کے جسدِ خاکی کو فاس

سے مراکش میں منتقل کیا گیا۔ ان کا سرخی مائل سفید رنگ تھا۔ جب ان کو ان کی قبر سے نکالا گیا تو جب لوگ اپنی انگلیاں ان کے رخسار پر رکھتے تھے تو نیچے سے خون بکھر جاتا تھا اور وہ حصہ سفید ہو جاتا تھا۔ اور جب وہ اپنی انگلیاں اُٹھاتے تھے تو خون دوبارہ اپنی جگہ پر آ جاتا تھا ۔جس طرح کہ انسان کی زندگی میں ہوتا ہے۔ یہ امر تواتر سے نسل در نسل منتقل ہوا ہے۔ اور یہ کام اللہ تعالیٰ پر ہرگز بھاری نہیں ہے۔ شہداء میں سے ایک شخص کی ٹانگ کو جب پھاوڑا لگا تو ان کا خون پھوٹ پڑا۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جو ہر چیز پر قادر ہے جو اپنے بندوں کو زندگی میں اور موت میں ممتاز رکھتا ہے۔

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لاسَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ۴۵:۲۱

ترجمہ : کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان (دونوں) کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اسی طرح امام محمد بن ابراھیم الوزیر کا واقعہ ہے۔ یہ صنعاء کے علماءِ اہل السنۃ میں سے تھے۔ یہ العواصم و القواصم کے مؤلف ہیں۔ ان کو ایک طویل مدت کے بعد ان کی قبر سے دوسرے قبرستان المشھد منتقل کیا گیا۔ ان کی ہیئت میں کوئی تبدیلی نہ تھی۔ یہ اسی طرح تھے جس طرح اپنے وصال کے دن تھے یہ سب کچھ تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار کی پیروی، ان سے محبت اور اس میں محنت و مشقت کا نتیجہ تھا۔

ایک مغربی عالم کا ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ یمن کے ہیں۔ اس میں خبریں متواتر ہیں۔ ان کو کتابوں اور طبقات میں مدوّن کیا گیا ہے۔

عالمِ اسلام کا کوئی گوشہ اس طرح کے واقعات سے خالی نہیں ہے۔ یا ظاہر و مشہور

ہیں۔ یا پوشیدہ اور مخفی ہیں۔ یہ کیونکر نہ ہو۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بلاؤں کو ٹالتا ہے، ان کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے، ان کے وسیلہ سے بارشیں ہوتی ہیں۔ زمین کا کوئی گوشہ اس طرح کے لوگوں سے خالی نہیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی بہت سی احادیث میں ان اُمور کی خبر دی ہے۔ ان میں سے کافی گذر چکی ہیں۔ یہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے کافی

ہیں۔

عام اہل ایمان کی برزخی زندگی انبیاءِ کرام، صدیقین اور شہداء سے کمزور ہے۔ اور کافروں کی زندگی سے اوپر ہے۔ کیونکہ اہل ایمان کی ارواح صاف ہیں۔ ان کی ارواح عِلِّیِین میں نعمتوں سے فیض یاب ہیں اور کافروں کی روحیں سِجّین میں عذاب میں گرفتار ہیں۔ اہل ایمان کی روحیں کافروں کی روحوں سے اس طرح صاف ہیں جس طرح بلور، ٹین سے صاف ہوتا ہے۔ انسان کو اپنا چہرہ جس طرح بلور سے نظر آتا ہے، ایسے ٹین سے نظر نہیں آتا۔

اہل ایمان کی برزخی زندگی کے متعلق تاجدارِ کائنات ﷺ کی بہت سی احادیث ہیں۔

عبد الحق نے الاحکام الصغری میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ الرَّجُلِ کَانَ یَعْرِفُهُ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهُ حَتّٰی یَرُدُّ عَلَیْهِ السَّلَامَ.

اتحاف السادة المتقین، ۱۰:۳٦٥ الحاوی للفتاوی، ۲:۳۰۲

تفسیر ابن کثیر، ٦:۳۳۰

ترجمہ : تم میں سے کوئی شخص جب کسی ایسے شخص کی قبر کے قریب سے گذرتا ہے جس کو وہ دنیا پہچانتا تھا پس اس کو سلام کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے کہ وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

امام **عبد الحق** نے **کتاب العاقبة** میں ارشاد فرمایا:

سیدہ **عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ اَخِيْهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِهٖ حَتّٰى يَقُوْمَ.

اتحاف السادة المتقين، ١٠:٣٦٥ الحاوی للفتاوی، ٢:٣٠٢

ترجمہ : جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے وہ اس کے اٹھنے تک اس سے مانوس رہتا ہے۔

ابن ابی الدنیا سیدنا **ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ عَرَفَهٗ وَاِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهٗ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

اتحاف السادة المتقين، ١٠:٣٦٥

ترجمہ : جب ایک شخص ایسی قبر کے قریب سے گزرتا ہے جس کو یہ پہچانتا ہے اسے سلام عرض کرتا ہے۔ یہ قبر والا اسے پہچانتا بھی ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اگر کسی ایسے شخص کی قبر کے قریب سے گزرتا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اور سلام کہتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اس معنی میں آثار بہت زیادہ ہیں۔ **ابنِ تیمیہ** نے ان کو **اقتضاء الصراط المستقیم** میں ذکر کیا ہے۔ جس طرح **ابن عبد الهادی** نے ان کو نقل کیا ہے۔

بے شک شہداء بلکہ تمام اہل ایمان جب ایک مسلمان ان کی زیارت کرے اور ان کو سلام کہے یہ اس سلام دینے والے کو پہچانتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں

۔جب ایسا ہر ایک اہل ایمان کے بارے میں ہے تو پھر صدیقین اور شہداء کا کیا مرتبہ ہوگا۔ پھر انبیاء کا کیسا مقام ہوگا اور سب سے بڑھ کر سید الانبیاء والمرسلین کی اس ضمن میں کیا شان ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ قبر سے سلام کا جواب کیسے آتا ہے۔قبر میں تو صرف جسم ہوتا ہے اور حیات تو روح میں ہوتی ہے۔

ہم کہیں گے روح اگر چہ جسم سے جدا ہوتی ہے مگر ایک شعاع سے ہمیشہ جسم کے ساتھ اس کا اتصال ہوتا ہے۔اسی شعاع کے واسطے سے صاحبِ قبر عذاب اور ثواب کو قبر میں محسوس کرتا ہے۔اسی سے وہ سلام کو سنتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ ہر ایک روح کی شعاع اس کے جسم پر واقع ہوتی ہے۔اگر چہ جسم جل جائے اور راکھ میں تبدیل ہو جائے۔یا اس کو درندے کھا جائیں۔یا اس کے علاوہ کسی اور صورت میں ہو۔جیسے مقناطیس لوہے کے ذرات کو ریت اور باقی معدنیات سے کھینچ لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے قبر پر رفعِ حاجت کے لئے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اُبَالِیْ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ عَلَی الْقُبُوْرِ اَوْ فِی السُّوْقِ وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ.

السنن ابن ماجه ، الجنائز ٤٥

ترجمہ : مجھے کیا ہے کہ میں قبروں پر یا بازار میں رفع حاجت کروں اس حال میں کہ قبروں والے اور دیگر لوگ دیکھ رہے ہوں۔

ابن ماجہ نے اسے ایک طویل حدیث سے روایت کیا ہے۔

کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھرے بازار میں اپنی عورت کو کھولے۔تاجدارِ کائنات ﷺ نے بیان فرمادیا کہ قبروں والے اور بازار والے دیکھنے میں ایک جیسے

ہیں۔ان سے اسی طرح حیاء کرنا چاہیئے جس طرح بازار والوں سے حیا کیا جاتا ہے۔ یہ قبر والوں کی زندگی پر دلیل ہے۔

کفار کو بھی برزخی زندگی ملتی ہے۔

دلیل یہ ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ بدر کے دن **اھلِ قلیب** کولا جواب کیا۔

ان سے ارشاد فرمایا:

اِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

قَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ : وَ هَلْ يَسْمَعُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

فَقَالَ ﷺ : وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ.

الصحيح البخاری ، المغازی ۸

ترجمہ : بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو حق پایا ہے۔ کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا تم نے بھی اسے حق پایا ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ: کیا یہ سنتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

اس میں دلیل ہے کہ کفار مرنے کے بعد اسی طرح سنتے ہیں جس طرح زندہ سنتے ہیں۔ کیونکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

آپ نے اس فرمان کو قسم سے پختہ فرما دیا اگر چہ ہم قسم کے بغیر ہی ان کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ صادق اور امین ہیں۔

وہ سِجّین میں رہتے ہوئے روح کی اسی شعاع کے واسطہ سے ہی سنتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کی زندگی عام اہل ایمان کی زندگی

سے اعلیٰ ہے۔ ان کی زندگی روح اور جسم کے ساتھ حقیقی زندگی ہے۔ بلکہ یہ دنیا کی زندگی سے بہتر ہے کیونکہ شرعی تکالیف سے خالی ہے۔ ان کو آزمائشوں اور دینی اور دنیاوی فتنوں سے نجات مل چکی ہے۔ یہ ثواب اور جزاء کی جگہ پہنچ چکے ہیں۔ اور اپنے محبوب لوگوں سے مل چکے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ یہ صرف روحوں کی زندگی ہے۔

ہم عرض کریں گے کہ اہل ایمان کی روحیں بلکہ کافروں کی روحیں بھی زندہ ہیں۔ یہ بات ثابت ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ روحیں فنا نہیں ہوتیں۔ فلاسفہ بھی ان کی حیات اور حشر کے قائل ہیں۔ بہت سے عیسائی علماء بھی ارواح کی زندگی کو اب تسلیم کر رہے ہیں۔ انہوں نے مقناطیسی تنویم سے بعض روحوں کو حاصل کیا تو ان کو زندہ پایا۔

انہوں نے اس موضوع پر کتابیں اور رسالے تصنیف کئے۔ طنطاوی جوہری نے ان کی تائید بھی کی ہے اور ان کو نقل بھی کیا ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا وُلِّیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفْنَہٗ فَاِنَّھُمْ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ.

الترمذی ، ٩٩٥ — النسائی ، ٤:٣٣

ابن ماجه ، ١٤٧٤ — اللآلی المصنوعه ٢:٢٣٤

لسان المیزان ، ٢:١٧٩٧ — تاریخ بغداد ، ٤:١٦٠

الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتهره ، ٣٥

الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، ٥:١٧٦٠

تذکرۃ الموضوعات للفتنی ، ٢١٩ — الضعفاء للعقیلی ، ٢:٥٥

الموضوعات لابن جوزی ، ٣:٢٤٠ — تاریخ اصفهان لابی نعیم ، ٢:٣٤٦

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا والی بنے تو اسے اچھا کفن دے کیونکہ وہ قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے اپنی لختِ جگر سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے کہا:

اِغْسِلِی ثَوْبَیَّ هٰذَیْنِ وَ کَفِّنِیْنِی بِهِمَا، فَاِنَّمَا اَبُوْ بَکْرٍ اَحُدُ الرَّجُلَیْنِ اِمَّا مَکْسُوٌّ اَحْسَنُ الْکِسْوَةِ اَوْ مَسْلُوْبٌ اَسْوَاءُ السَّلْبِ.

ترجمہ: میرے ان دونوں کپڑوں کو دھونا اور مجھے ان میں غسل دینا۔ کیونکہ ابو بکر ؓ دو مردوں میں سے ایک ہے۔

کفن کا حسن اور قبح وہ ہمارے دیکھنے میں ہے۔ یہ ویسے ہو گا جیسے اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق چاہے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿...... بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم   ال عمران ۳:۱۶۹

ترجمہ: بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

اور ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ خون میں لتھڑے پڑے ہیں۔ وہ اس طرح ہمارے دیکھنے میں ہوتے ہیں۔ اور غیب میں وہ اس طرح ہوتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اگر وہ ہمارے دیکھنے میں بھی اسی طرح ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے خبر دی ہے تو غیب سے ایمان اٹھ جائے۔

امام بیہقی کا کلام ختم ہوا۔

فوت شدہ لوگوں کے باہمی ملاقات کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ باہمی ملاقات زندوں میں ہوتی ہے۔ یہ لوگ جس طرح زندگی میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے اسی طرح موت کے بعد بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پچھلی حدیث کی طرح حدیث میں آیا ہے۔ یہ سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے۔ اسے حارث ابن ابی اسامہ ؓ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابنِ عدی نے الکامل میں سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے اسی کی مثل مرفوعاً

روایت کیا ہے۔

الخطیب نے التاریخ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کیا ہے۔فوت شدہ صالحین ایک دوسرے سے غیب میں ملاقات کرتے ہیں۔اسی طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے خبر دی ہے۔ان میں سے ہر ایک دوسرے کو پہچانتا ہے جس طرح دنیا میں پہچانتا تھا۔لیکن ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی ان کے ریشمی کپڑوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

امام السیوطی نے امام الیافعی سے نقل کیا ہے۔

امام یافعی نے روض الریاحین میں بعض صالحین سے حکایت کیا ہے۔

اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہلِ مقابر کے مقامات دکھانے کے لئے عرض کی۔میں نے ایک رات قبروں کو دیکھا کہ وہ پھٹ گئی ہیں اور ان میں کچھ لوگ چار پائیوں پر سو رہے ہیں۔کچھ لوگ ہنس رہے ہیں اور کچھ لوگ رو رہے ہیں۔

میں نے عرض کی: اے میرے رب اگر تو چاہے تو ان کو کرامت میں ایک جیسا کر دے۔تو قبر والوں میں سے ایک منادی نے ندا دی: اے فلاں! یہ اعمال کے مقامات ہیں۔ریشمی بستروں پر بیٹھنے والے اچھے اخلاق والے لوگ ہیں۔حریر و دیباج والے شہداء ہیں۔ریحان والے روزہ دار ہیں۔نور والے اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت کرنے والے ہیں۔رونے والے گناہ گار ہیں۔

امام یافعی نے ارشاد فرمایا:

ایمان والے کو اچھی یا بری صورت میں دیکھنا ایک کشف ہے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر بشارت یا عبرت کے لئے، میت کے فائدہ کے لئے، یا اس کے لئے نیکی کروانے کے لئے اس کا قرض چکانے کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے فرماتا ہے۔اکثر اوقات یہ مشاہدہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔اور کبھی کبھار بیداری میں بھی ہو جاتا ہے۔یہ مکاشفات اور مشاہدات

صاحبِ حال اولیاءِ کرام کی کرامات سے ہوتے ہیں۔

آپ نے کفایة المعتقد میں ارشاد فرمایا:

بعض صالحین نے بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدِ گرامی کی قبر پر جاتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں۔

طبقات الاولیاء والاصفیاء میں یہ اس قدر ہے جس کو صفحات نہیں سمیٹ سکتے۔ میں نے خود بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اس قدر سنا ہے جو اندازہ میں آنے والا نہیں ہے۔ میرے ساتھ بہت سارے اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سنا۔

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

میں اسی پر اکتفاء کیا ہے جو ثقہ لوگوں سے منقول ہے۔ اور یہ باتیں علم ضروری کی طرح ہیں۔

الشیخ ابنِ حبان نے کتاب الوصایا میں سیدنا قیس بن قبیصه رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ يُوْصِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فِي الْكَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰى

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه : وَ هَلْ يَتَكَلَّمُ الْمَوْتٰى

قَالَ: نَعَمْ يَتَزَاوَرُوْنَ .

کتاب الوصايا لابن حبان، اتحاف السادة المتقين، ۵:۱۵۸

الحاوی للفتاوی، ۲:۲۷۲ کنز العمال، ۴۶۰۸۰، ۴۶۰۸۶

ترجمہ : جو وصیت نہیں کرے گا اسے فوت شدہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کی اجازت نہیں ملے گی۔

عرض کی: کیا فوت شدہ لوگ گفتگو کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: ہاں وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

ان کا باہم گفتگو کرنا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنا ثابت ہے۔ اور یہ ان کی حیات کے شواہد سے ہے۔

امام الیافعی نے ارشاد فرمایا:

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے تو بسا اوقات ارواح علیین اور سجین سے قبروں میں اجسام میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ خصوصاً جمعہ کی رات۔ وہ باہم بیٹھتے ہیں۔ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ ثواب والے ثواب پاتے ہیں اور عذاب والے عذاب پاتے ہیں۔ جب تک وہ علیین یا سجیین میں ہیں۔ قبر میں روح اور جسم مشترک ہوتا ہے۔

امام یافعی کا کلام ختم ہوا۔

انبیاء، صدیقین، شدا، صالحین اور تمام فوت شدگان کی حیات سے یہ لازم نہیں ہے کہ یہ دنیا کی حیات کی طرح ہو کہ ان کے جسم بھی ان کے ساتھ ہوں۔ جیسے دنیا میں ہے اور انہیں کھانے اور پینے اور دوسرے جسمانی حاجت ہوں جیسا کہ دیکھا جاتا ہے بلکہ ان فوت شدہ لوگوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔

جاننا اور سننا تو تمام فوت شدگان کے لئے ثابت ہے۔

یہ **امام سبکی** کا کلام ہے۔

امام السیوطی نے احوال برزخ میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس میں انہوں نے انتہائی عجیب وغریب باتیں ذکر کی ہیں۔

امام مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ الطَّیْرِ خَضْرٍ تُسَرِّحُ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ تَحْتَ الْعَرْشِ.

الصحیح المسلم، الامارہ ۱۲۱

ترجمہ : شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں یہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتی پھرتی ہیں پھر عرش کے نیچے قندیلوں میں چلی جاتی ہیں۔

امام احمد ،امام ابو داؤد ،امام الحاکم اورامام بیھقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا اُصِیْبَ اَصْحَابُکُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ حَوَاصِلِ طَیْرٍ خَضْرٍ تَرِدُ اَنْھَارَ الْجَنَّۃِ وَ تَاْکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا وَ تَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ.

سنن ابو داود ، جهاد ٢٥ — الجامع الترمذی ، تفسیر سوره ۳:۱۹

الحاوی للفتاوی ، ۲:۳۰٦ — ابن ماجه ، جهاد ١٦

اتحاف السادة المتقين ، ۱۰:۳۸۸ — مسند احمد ، ۲۳۹۲

المستدرك للحاكم ، ٢٤٤٤ ، ٣١٦٥ شعب الايمان للبيهقى ،

ترجمہ : احد میں تمہارے ساتھیوں کو تکلیف پہنچنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کی پوٹ میں رکھا ہے۔ یہ جنت کی نہروں پر وارد ہوتے ہیں۔ جنت کے پھل کھاتے ہیں۔ عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں پناہ لیتے ہیں۔

الشیخ اسمعیل الحقی نے تفسیر روح البیان میں ارشاد فرمایا ہے:

تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمان کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں ۔ یہ ارواح کی سبز پرندوں کے ساتھ تمثیل ہے۔ اگر یہ روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں حقیقی طور پر ہوں اور وہ پرندے جنت میں لطف اندوز ہوں تو تناسخ کا قول لازم آئے گا۔ اور تناسخ کا عقیدہ بالاجماع باطل ہے۔ بے شک ارواح **بِنَفْسِھَا** سبز پرندوں کی شکل میں متشکل ہوتی ہیں ۔ اس پر تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمان دلالت کرتا ہے۔ اسے امام مالک نے موطا میں امام احمد نے اور امام نسائی نے سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا نَسْمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرُهَا يَتَعَلَّقُ فِیُ شَجَرَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ.

المؤطا للامام مالك، الجنائز ٤٩ مسند احمد، ٣:٤٥٥

النسائی، الجنائز ١١٧

ترجمہ : بے شک اہل ایمان کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درخت کے ساتھ لٹکا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔

امام طبرانی نے، امام بیھقی نے شعب الایمان میں عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ كَالزَّرَازِيْر تَأْكُلُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ.

الطبرانی، شعب الایمان،

ترجمہ : اہل ایمان کی روحیں ایک بڑے پرندے کی طرح ہیں۔ یہ جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

ابن المبارک نے کتاب الزھد میں سعید بن المسیب عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیُ بَرْزَخٍ مِنَ الْاَرْضِ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَ تْ وَ اَنْفُسُ الْكَافِرِيْنَ فِیُ سِجِّيْن.

الزهد لابن المبارك

ترجمہ : اہل ایمان کی روحیں زمین میں برزخ میں رہتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ اور کافروں کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں۔

امام ابو القاسم نے ارشاد فرمایا:

برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ کو کہتے ہیں۔ گویا زمین میں یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ہے

یہ اس بات پر دلالت ہے کہ روحیں سبز پرندوں میں متشکل ہوتی ہیں۔

ابن المبارک نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ بِيْضٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ.

الزهد لابن المبارك ، اتحاف السادة المتقين ، ٩:٢٣٥ ـ ١٠:٣٨٦

كنز العمال ، ٤٢٦٨٨

ترجمہ : اہل ایمان کی روحیں سفید پرندوں کے پیٹ میں عرش کے نیچے ہوتی ہیں۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وھب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى دَاراً فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ يُقَالُ لَهَا الْبَيْضَاءُ فِيْهَا اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَاِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا تَلْقَتْهُ الْاَرْوَاحُ يَسْأَلُوْنَهُ عَنْ اَخْبَارِ الدُّنْيَا كَمَا يَسْأَلُ الْغَائِبُ اَهْلَهُ اِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ.

حلية الاولياء ، ٤:٤٧٥٨

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ساتویں آسمان میں ایک گھر ہے جسے بیضاء کہا جاتا ہے۔ اس میں اہلِ ایمان کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس سے روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ وہ روحیں اس سے دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں۔ جس طرح غائب اپنے گھر والوں کے بارے پوچھتا ہے۔ جب ان کے پاس آئے۔

ابن القیم نے کہا:

تحقیق یہ ہے کہ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ روحیں برزخ میں ایک دوسری سے بہت زیادہ متفاوت ہوتی ہیں۔ ان دلائل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

بے شک یہ سب کچھ لوگوں کے درجات کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ بہر

صورت روح کو بدن کے ساتھ ایسا اتصال ہوتا ہے کہ اسے خطاب کرنا اور سلام کہنا صحیح ہوتا ہے۔

روح کی ایک دوسری ساخت بھی ہے۔ وہ رفیقِ اعلیٰ میں ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے بدن سے بھی متصل ہوتی ہے کہ جب کوئی اسے سلام دیتا ہے تو وہ سلام کا جواب دیتی ہے۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ پر بھی ہوتی ہے۔ غائب کو شاہد پر قیاس کرنے کی بناپر غلطی ہوتی ہے۔ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح جب بدن سے جدا ہوکر دوسری جگہ چلی جاتی ہے تو پھر اس کا دوسری جگہ ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ محض غلطی ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی وقت اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے بھی دیکھا۔ چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ روح وہاں بدن کی مثال میں تھی۔ اس کا بدن کے ساتھ اتصال تھا کہ وہ قبر میں نماز ادا کررہے تھے۔ اور سلام کو لوٹاتے تھے۔ حالانکہ روح رفیقِ اعلیٰ میں تھی۔ ان دونوں امور میں کوئی تباین نہیں ہے۔ ارواح ابدان کی طرح نہیں ہیں۔ بعض لوگوں نے روح کو سورج کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ سورج آسمان میں ہوتا ہے مگر اس کی شعاع زمین پر ہوتی ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِغْتُہٗ.

اتحاف السادة المتقين، ٣:٢٨٩ـ ١٠:٣٦٥   مشكوة المصابيح، ٩٣٤

كنز العمال، ٢١٦٥ـ٢١٩٧ـ٢١٩٨   تفسير ابن كثير، ٦:٤٦٦

تذكرة الموضوعات للفتنى، ٩٠   الدر المنثور، ٥:٢١٩

اللآلى المنصوعه للسيوطى، ١:١٤٦   الحبائك فى الملائك للسيوطى، ٩٩

ترجمہ : جس شخص نے میری قبر کے پاس درود پڑھا۔ میں نے اس کو سن لیا اور جس نے دور سے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے پہنچادیا گیا۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی روحِ پاک تو دوسرے انبیاءِ کرام

کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہے اور وہ رفیقِ اعلیٰ کے پاس ہے۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ روح عِلّیین میں ہو، آسمان اور زمین کے درمیان ایک پردے میں ہو، سجین میں ہو۔ یا اسے بدن کے ساتھ ایسا اتصال حاصل ہو کہ وہ ادراک کرے، سنے، نماز ادا کرے، تلاوت کرے۔ یہ بات دنیوی معاملات پر قیاس کرنے کی وجہ سے عجیب لگتی ہے۔ کیونکہ روحوں کی دنیا کو جسموں کی دنیا سے کوئی مشابہت نہیں ہے۔ آخرت اور برزخ کے امور دنیوی امور سے بالکل مختلف ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بد بخت اور خوش بخت روحوں کا مقام ایک جیسا نہیں ہے۔ اختلافِ درجات کے باوجود ان تمام روحوں کا اپنے جسموں کے ساتھ قبروں میں اتصال ہوتا ہے۔ اس اتصال کی بنا پر یہ بدن عذاب اور ثواب کو محسوس کرتے ہیں۔

ابن القیم کا کلام ختم ہوا۔

انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی حیات روحوں اور جسموں دونوں کے ساتھ ہے۔ اگر انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی حیات بھی فقط روحوں کے ساتھ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی برزخی زندگی اور کافروں، گناہ گاروں اور فاسقوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ اعتقاد بہت بڑی جہالت ہے جو عقلاً اور نقلاً مردود ہے۔ جس نے یہ حکم لگایا اللہ تعالیٰ نے اس کو بے وقوف قرار دیا۔

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لاسَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الجاثیہ ٤٥:٢١

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان

(دونوں) کا جینا اور مرنا برابر ہو جائے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اس شخص کے لئے یہ کافی ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور دشمنوں کی زندگی ایک جیسی ہے۔ اگر یہ عقل والے ہوں تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون فیصلہ کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اعلیٰ اور اجل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست نہ تو اپنی زندگی میں ایک جیسے ہیں نہ اپنی موت میں ایک جیسے ہیں۔ جو اس کے خلاف کہے وہ قرآن اور عقل دونوں کا مخالف ہے۔